اس لیے اس کو زکوۃ دینی یا اس کے فائدہ اور نفع کے لیے اس کے کسی کام میں مال زکوۃ صرف کرنا جائز نہیں
آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں ان الصدقة لاتنبغی لآل محمد انما هی اوساخ الناس (مسلم) اور فرمایا
لا یحل لکم اهل البیت من الصدقات شئ انما هی غسالة الایدی وان لکم فی خمس الخمس ما
یغنیکم (طبرانی) وکذا فی کتب الحنفیة مثل رسائل الارکان وفتح القدیر والبحر الرائق ۔
(۶) زکوۃ کا مال مسجد کے کسی کام میں صرف کرنا جائز نہیں نہ اس سے کسی کو اذان یا امامت کی اجرت
یا انعام دینا جائز ہے ۔ نہ مالدار روزہ داروں کو اس سے کھلانا جائز ہے ۔

سوال

ایک شخص نے ایک جائداد مثلاً ایک مکان خریدا اس میں پہلے سے ایک رنڈی کماتی ہے ۔
صاحبِ مکان نے ہر چند کوشش کی مگر قانوناً وہ اسکو نہیں ہٹا سکتا ۔ نہ کوئی دوسری تدبیر چلتی ہے ۔ کرایہ
وغیرہ کی تاخیر کا کیس چلانا چاہا مگر ناکام رہا ۔ کیونکہ وہ خود ۳۰ تاریخ کو کرایہ مکان دے جاتی ہے ایسی صورت
میں صاحبِ مکان کے لیے رنڈی سے رقم لینی جائز ہے یا نہیں ۔ اور پہلے سے آیا ہوا جو کرایہ جمع ہے اس کو
کیا کرے ۔ نیز رنڈی سے حکیم فیس لے سکتا ہے یا نہیں ۔ دوکاندار اس کے ہاتھ اپنی چیز فروخت کر سکتا ہے
یا نہیں ۔ اس بارے میں اصل کلی کیا ہے ۔ اور سود خوار کی کمائی میں اور رنڈی کی کمائی میں کیا فرق ہے؟

جواب

عند الحنفیہ اپنا مکان ایسے شخص کو کرایہ اور اجارہ پر دینا جو اس میں کسی معصیت اور امر حرام کا
ارتکاب کرے یا اپنی زمین ایسے شخص کو فروخت کرنی جو اس میں بتخانہ وغیرہ بنائے جائز ہے ۔ وفی الفتاوی
الغیاثیہ لاباس ببیع العصیر ممن یتخذه خمرا ولا ببیع الارض ممن یتخذ کنیسة کذا فی التاتارخانیة
(عالمگیری ج ۳ ص ۱۱۶) اور بذل المجهود ج ۲ ص ۱۷۳ میں مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم لکھتے ہیں کتب مولانا الشیخ محمد
یحیی المرحوم من تقریر شیخه حضرة مولانا الشیخ رشید احمد قدس سره ثم فیه (فی ایتاء
عمر حلة الحریر لاخ له مشرک) دلیل لما ذهب الیه الامام من اجارة المسلم داره ممن یعلم
انه یرتکب فیها حراما کمجوسی یتخذه بیت نار او وثنی یتخذه بیت الاصنام الی غیر ذلک وذلک
لان ایتاءه ذلک لیس بمستلزم تلک المعصیة وانما یتخلل بینهما فعل فاعل مختار بین ان
یفعل او ان لا یفعل فان عمر حین اعطی الحلة اخاه کان علی یقین من لبسه ایاها غیر انه
لما لم یکن مستلزما للبسه ایاها بل جاز ان یکون کسوته ایاه ککسوة النبی صلی الله علیه وسلم تلک الحلة
عمر فانه لم یترتب علیه لبس عمر ایاها کذلک کان جائزا ههنا انتهی ما فی البذل قلت

الاستدلال به على ما ذهب اليه ابوحنيفة رح سخيف جدا بعيد غاية البعد فان لبس الحرير ليس كعبادة النار والصنم والوثن ولا كالبغاء والزناء فان الاول كان مباحا فى شرعنا فى اول الامر واما عبادة غير الله والفواحش فلم تكن حلالا قط لا فى شرعنا ولا فى شرع من قبلنا فقياس ذلك على هذه ليس فى موضعه والايضاً الكافر ليس بمخاطب بالفروع عند الحنفية واما التوحيد وعدم الاشراك بالله والاجتناب عن عبادة غير الله والفواحش فلا شك انه مكلف به ومامور به ومطلوب منه فى كل حين والايضاً قصة اتياء عمر الحلة لاخيه المشرك انما تكون حجة اذا ثبت اطلاع النبى صلى الله عليه وسلم على ذلك وتقريره اياه ولم يتحقق ذلك الى الآن وايضاً من اين علم ان عمر كان على يقين من لبس اخيه المشرك تلك الحلة؟ وهذا الحكم من صاحب التقرير لاشك انه من قبيل الرجم بالغيب فلا ينبغى الالتفات اليه ولسخافة هذا الاستدلال وبعده عن الصواب وجوه اخرى لا تخفى على المتامل . . . . . .

فالذى ندين الله به انه لا يجوز اجارة الدار لمن يرتكب فيها حراما من المحرمات او معصية من المعاصى مثل الزناء والبغاء وعبادة النار والصنم والقمار وعصر العنب للخمر وبيعه وشربه قال الامام الحافظ ابن تيمية فى فتاواه ص۳۲۳ ج۲ ثم فى معنى هؤلاء كل بيع او اجارة او اعارة تعين على معصية اذ اظهر القصد وان جاز ان يزول قصد المعصية مثل بيع السلاح للكفار او للبغاة او لقطاع الطريق او لاهل الفتنة وبيع الرقيق لمن يعصى الله فيه الى غير ذلك من المواضع فان ذلك قياس بطريق الاولى على عاصر الخمر ومعلوم ان هذا انما استحق اللعنة وصارت اجارته وبيعه باطلا اذا ظهر ان المشترى او المستأجر يريد التوسل بماله ونفعه الى الحرام فيدخل فى قوله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ومن لم يراع المقاصد فى العقود يلزمه ان لا يلعن العاصر وان يجوز له ان يعصر العنب لكل احد وان ظهر له ان قصده التخمير لجواز تبدل القصد ولعدم تاثير القصد عنده فى العقود وقد صرحوا بذلك وهذا مخالف بنيته لسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ويؤيد هذا ما رواه الامام ابوعبد الله بن بطه باسناده عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حبس العنب ايام القطاف حتى يبيعه من يهودى او نصرانى او ممن يتخذه خمرا فقد تقحم النار على بصيرة انتهى وقال ابن قدامة فى المغنى ص۱۳۶ ج۶ ولا يجوز للرجل اجارة داره لمن يتخذها كنيسة او بيعة او يتخذها لبيع الخمر والقمار

وبہ قال الجماعۃ وقال ابوحنیفۃ رح ان کان بنیتک فی السواد فلا باس ان توجرہ لذلک و خالفہ صاحباہ واختلف اصحابہ فی تاویل قولہ۔ ولنا انہ فعل محرم فلم تجز الاجارۃ علیہ کاجارۃ عبدہ للفجور انتہی۔ ثم انہ لابد علیک ان تراجع زاد المعاد ج ۲ ص ۲۳۹ للحافظ ابن القیم فانہ لبسط فیہ مذاہب الائمۃ الاربعۃ مع الدلیل ثم رد علی ابی حنیفۃ رح ردا حسنا لعلک لا تجد ھذا البسط عند غیرہ۔

یہ معلوم ہے کہ رنڈی کا اجارہ علی الزنا حرام ہے اور اس کی کمائی (اجرت زنا) شرعاً خبیث وناپاک ہے یہاں تک کہ بعد توبہ بھی اس کے لیے اس کمائی سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ نھی رسول اللہ عن ثمن الکلب ومھر البغی وحلوان الکاھن (صحیحین) لیکن بایں ہمہ اس کے لیے یہ ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں کہ اس اجرت کو جسے وہ لے چکی ہے اپنے سابق آشناؤں کو واپس کرے۔ بلکہ اسے اپنی یہ حرام کمائی فقراء و مساکین کو دے دینی چاہیئے اس نیت سے نہیں کہ اس کو اس خیرات پر اخروی اجر حاصل ہوگا لان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بلکہ محض دفع فاقہ ورفع مشقت کی نیت سے قال الامام الحافظ ابن القیم فی زاد المعاد ج ۲ ص ۲۳۷ فان قیل فما تقولون فی کسب الزانیۃ اذا قبضتہ ثم تابت ھل تجب علیھا ردھا الی اربابھا ام یطیب لھا ام تصدق بہ قلنا ھذا ینبنی علی قاعدۃ عظیمۃ من قواعد الاسلام وھی ان قبض مالیس قبضہ شرعا ثم اراد التخلص منہ فان کان المقبوض قد اخذ بغیر رضا صاحبہ ولا استوفی عوضہ ردہ علیہ فان تعذر ردہ علیہ قضی بہ دینا یعلمہ علیہ فان تعذر ذلک ردہ الی ورثتہ فان تعذر ذلک تصدق بہ عنہ فان اختار صاحب الحق ثوابہ یوم القیامۃ کان لہ وان ابی الا ان یاخذ عن حسنات القابض استوفی منہ نظیر مالہ و کان ثواب الصدقۃ للمتصدق بھا کما ثبت عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم وان کان المقبوض برضا الدافع وقد استوفی عوضہ المحرم کمن عاوض علی الخمر اوخنزیر او علی زنا او فاحشۃ فھذا لا یجب رد العوض علی الدافع لانہ اخرجہ باختیارہ واستوفی عوضہ المحرم فلا یجوز ان یجمع لہ بین العوض والمعوض فان فی ذلک اعانۃ لہ علی الاثم والعدوان وتیسیر اصحاب المعاصی علیہ واذا لم یرد الزانی وصاحب الفاحشۃ اذا علم انہ ینال غرضہ ولیسترد مالہ فھذا مما تصان الشریعۃ عن الاتیان بہ ولا یسوغ القول بہ وھو یتضمن الجمع بین الظلم والفاحشۃ والغدر وعن اقبح القبیح ان یستوفی عوضہ من المزنی بھا

ثم يرجع فيما اعطاها قهرا وقبح هذا استقر فى نظر جميع العقلاء فلا تأتى به شريعة ولكن لا يطيب للقابض اكله بل هو خبيث كما حكم عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن خبثه لخبث مكسبه لا للظلم من اخذ منه فطرق التخلص منه وتمام التوبة بالصدقة به فان كان محتاجا اليه فله ان يأخذ قدر حاجته ويتصدق بالباقى فهذا حكم كل كسب خبيث لخبث عوضه عينا كان او منفعة ولا يلزم من الحكم بخبثه وجوب رده على الدافع فان النبى صلى الله عليه وسلم حكم بخبث كسب الحجام ولا يجب رده على دافعه انتهى بقدر الضرورة۔

اور جب رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جس میں وہ پیشہ کمائے شرعًا ناجائز وحرام ہے۔ اور یہ اجارہ باطل ہے كما قال ابن القيم ص۳۹ ج۲ اذا غلب على ظنه ان المستأجر ينتفع بها فى محرم حرمت الاجارة لان النبى صلى الله عليه وسلم لعن عاصر الخمر ومعتصرها والعاصر انما يعصر عصيرا ولكن لما علم ان المعتصر يريد ان يتخذه خمرا فيعصره له استحق اللعنة والاثم فان هذا معاونة على نفس ما يسخط الله ويبغضه ويلعن فاعله فاصول الشرع وقواعده تقتضى تحريمه وبطلان العقد عليه (انتهى) تو مالک مکان شرعًا اجرت وکرایہ کا مستحق نہیں ہوگا لیکن چونکہ صورت مسئولہ میں رنڈی کو اس مکان سے قانونًا نکالا نہیں جا سکتا اور باوجود مالک مکان کی کراہت وعدم رضا کے وہ اس مکان سے سکونت کے ذریعہ فائدہ اٹھاتی رہیگی اس لیے مالک مکان کرایہ لینے سے انکار نہ کرے کیونکہ کرایہ نہ لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ رنڈی عوض (کرایہ مکان) اور معوض (منفعت مکان یعنی سکونت) دونوں کے ساتھ منتفع ہوتی رہے جو سراسر اعانۃ علی الاثم والعدوان میں داخل ہے۔ اور اصحاب معاصی کے لیے سہولت وآسانی پیدا کرنے کے مرادف ہے اور یہ عقل وفطرت ومذہب سب کے خلاف ہے پس مالک مکان کرایہ لے لیا کرے لیکن اس خیال سے نہیں کہ وہ ازروئے شریعت اس اجرت وکرایہ کا مستحق ہے اور اس کے لیے اس سے انتفاع جائز ہے بلکہ محض اس خیال سے کہ حتی الامکان اعانۃ علی الاثم والعدوان کا ذریعہ بننے سے محفوظ رہے پھر یہ کرایہ اور وہ روپیہ جو رنڈی سے لیا ہوا اس کے پاس جمع ہے سب کا سب ہاؤس ٹیکس انکم ٹیکس منافع ٹیکس اور مالگذاری میں صرف کرتا رہے اور فاقہ مست محتاجوں اور معذوروں کو دیدیا کرے اس نیت سے نہیں کہ اس کو اس خیرات کا ثواب ملیگا بلکہ محض فقر وفاقہ گرسنگی اور برہنگی دور کرنے کے ارادہ سے عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اديت زكاة مالك فقد قضيت ما عليك ومن جمع مالا حراما ثم تصدق به (اى بتحصيل الاجر) لم يكن فيه اجر وكان اصره عليه رواه ابن خزيمة وابن حبان فى صحيحيهما والحاكم كلهم من رواية دراج عن ابن حجيرة عنه ورواه الطبرانى من حديث ابى الطفيل ولفظه من كسب مالا حراما فاعتق منه ووصل منه رحمه كان ذلك اصرا عليه وروى ابوداؤد فى المراسيل عن القاسم بن مخيمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكتسب مالا من ماثم فوصل به